AL-AASAR Journal
Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly *Research Journal*
*www. al-aasar.com*
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

# رحمان مذنب کے افسانوی ادب میں حقیقت نگاری، سماجی شعور اور نسائی نفسیات

**Realism, social consciousness, and feminine psychology in Rahman Mujanb's fictional literature**

**محمد راشد**

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

**ڈاکٹر عائشہ مقصود**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

**Abstract:**
This article examines the fictional works of **Rehman Muznib** with particular reference to his representation of realism, social consciousness, female psychology, class conflict, feudal structures, and the khanqah system. Special attention is given to *Gul Badan* and *Khushbodar Auratein*, in which marginalized women, prostitutes, labouring classes, and socially deprived individuals emerge as central figures. The study argues that Muznib's realism is not limited to the outward depiction of social life; rather, it also explores the psychological, cultural, and ideological forces that shape human behaviour. His female characters are presented as complete human beings struggling with desire, deprivation, dignity, identity, and social oppression. The article further highlights Muznib's criticism of class inequality, patriarchal dominance, feudal exploitation, religious manipulation, and social hypocrisy. His simple language, natural dialogue, realistic characterization, effective atmosphere, and psychological insight strengthen the artistic quality of his fiction. Overall, Rehman Muznib's fictional world reflects a humanistic and socially conscious vision that gives literary significance to marginalized sections of society and contributes meaningfully to the realist tradition of Urdu fiction.

**Keyword:**
Rehman Muznib, Urdu Fiction, Realism, Social Consciousness, Female Psychology, Marginalized Women, Class Conflict, Feudalism, Khanqah System, Social Exploitation, Humanism

رحمان مذنب کے افسانوی ادب کی سب سے اہم اور نمایاں خصوصیت حقیقت نگاری ہے۔ ان کے افسانوں میں حقیقت نگاری محض روزمرہ زندگی کے خارجی واقعات کی عکاسی تک محدود نہیں رہتی بلکہ وہ انسانی زندگی کے باطنی پہلوؤں، سماجی رویّوں، معاشرتی ناہمواریوں، طبقاتی تضادات اور نفسیاتی پیچیدگیوں کو بھی نہایت فنّی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کا مقصد زندگی کو خوب صورت، مثالی یا رومانوی رنگ میں پیش کرنا نہیں بلکہ اسے اس کی اصل صورت، تمام تر تلخیوں، محرومیوں، مسائل اور پیچیدگیوں کے

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ساتھ سامنے لاتا ہے۔اسی وجہ سے ان کے افسانوں میں مصنوعی رومانویت، فرضی ہیر وازم اور خیالی دنیا کی رنگینیوں کے مقابلے میں حقیقی زندگی کے دکھ، محرومیاں اور معاشرتی مسائل زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔

رحمان مذنب اپنے گرد و پیش کے سماجی ماحول کا گہرا مشاہدہ رکھتے ہیں۔ وہ معاشرے میں موجود غربت، ناانصافی، استحصال، طبقاتی فرق، معاشی بدحالی اور انسانی بے بسی جیسے مسائل کو نہ صرف بیان کرتے ہیں بلکہ ان کے پسِ منظر میں کار فرما سماجی اور معاشی عوامل کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے افسانوی کردار عام زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی کمزوریوں، خواہشات، مجبوریوں، محرومیوں اور داخلی کشمکش کے ساتھ قاری کے سامنے آتے ہیں۔ یہی حقیقت پسندانہ کردار نگاری ان کے افسانوں کو زندگی کے قریب لے آتی ہے۔ ان کے کردار غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل مثالی انسان نہیں بلکہ وہی لوگ ہیں جو ہمارے معاشرے میں مختلف صورتوں میں موجود ہوتے ہیں۔

رحمان مذنب کی حقیقت نگاری کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی تخلیقات میں معاشرے کے ان افراد اور طبقات کو خاص اہمیت دی ہے جنہیں عموماً سماجی اور ادبی سطح پر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ طوائف، غربت اور معاشی مشکلات میں گھری ہوئی عورت، استحصال کا شکار انسان، سماجی جبر میں زندگی گزارنے والے افراد، خانقاہی نظام کے زیرِ اثر کردار اور جاگیردارانہ استحصال کا شکار طبقات ان کے افسانوں میں نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں۔ ایسے کرداروں کا انتخاب ان کے حقیقت پسندانہ زاویۂ نظر کی واضح علامت ہے، کیونکہ وہ معاشرے کے ان پوشیدہ اور نظر انداز شدہ گوشوں کو ادب کا موضوع بناتے ہیں جنہیں عمومی طور پر سامنے لانے سے گریز کیا جاتا ہے۔

خصوصاً عورت کے حوالے سے رحمان مذنب کا حقیقت پسندانہ رویّہ قابلِ توجہ ہے۔ وہ ایسی عورتوں کی زندگی کو موضوع بناتے ہیں جو غربت، معاشی محرومی، معاشرتی پابندیوں یا مردانہ غلبے کے باعث مختلف مسائل سے دوچار ہوتی ہیں۔ ان کے ہاں عورت محض حسن، محبت یا رومانویت کی علامت نہیں بلکہ ایک مکمل انسان کی حیثیت سے سامنے آتی ہے، جس کے اپنے جذبات، خواہشات، مجبوریاں اور مسائل ہوتے ہیں۔ اس طرح رحمان مذنب عورت کی زندگی کے ان پہلوؤں کو بھی نمایاں کرتے ہیں جنہیں روایتی معاشرہ اکثر چھپانے یا نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسی طرح جاگیر دارانہ اور خانقاہی نظام بھی ان کی حقیقت نگاری کے اہم موضوعات میں شامل ہیں۔ وہ ان نظاموں کے اندر موجود طاقت، اختیار، طبقاتی برتری اور استحصال کے مختلف پہلوؤں کو افسانوی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے بعض کردار روایت، مذہبی تقدس، معاشی ضرورت اور سماجی دباؤ کے ایسے حصار میں گرفتار دکھائی دیتے ہیں جہاں ان کے لیے آزادانہ طور پر فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس صورتِ حال کی عکاسی کرتے ہوئے رحمان مذنب نہ صرف فرد کی مجبوری کو سامنے لاتے ہیں بلکہ ان سماجی ڈھانچوں کی خامیوں اور تضادات کو بھی نمایاں کرتے ہیں جو انسان کو بے بسی اور محرومی کی طرف دھکیلتے ہیں۔

رحمان مذنب کی حقیقت نگاری محض تلخ حقائق کے بیان تک محدود نہیں بلکہ اس کے پسِ پردہ ایک گہرا سماجی شعور بھی کارفرما ہے۔ وہ اپنے افسانوں کے ذریعے قاری کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ معاشرتی مسائل محض انفرادی کمزوریوں کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ ان کے پیچھے سماجی، معاشی اور طبقاتی عوامل بھی موجود ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانے فرد اور معاشرے کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں اور انسانی زندگی کے مختلف مسائل کو ایک وسیع تناظر میں دیکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

اس طرح رحمان مذنب کا افسانوی ادب حقیقت نگاری کی ایک مؤثر اور بامعنی مثال پیش کرتا ہے۔ ان کے افسانوں میں محروم، استحصال زدہ اور نظرانداز کیے گئے کردار صرف انفرادی دکھ کے نمائندے نہیں بلکہ پورے معاشرتی نظام کی ناہمواریوں اور تضادات کی علامت بن جاتے ہیں۔ یہی خصوصیت ان کے افسانوی ادب کو نہ صرف اپنے عہد کے سماجی حالات کا آئینہ بناتی ہے بلکہ اسے انسانی زندگی کے دکھ، محرومی، جبر اور نفسیاتی پیچیدگیوں کا ایک سنجیدہ ادبی مطالعہ بھی قرار دیتی ہے۔ رابعہ عرفان لکھتی ہیں:

> "رحمان مذنب نے اپنے افسانوں کی بنیاد حقیقت پر رکھی ہے۔ اس کا کل افسانوی سرمایہ طوائف اور اس کے ماحول کے متعلق ہے۔ ان کے پیش نظر قاری کے سامنے محض طوائف اور اس کے ماحول کو بیان کرنا مقصد نہیں بلکہ انھوں نے عورت کی ذات اور اس کی زندگی سے وابستہ مسائل کو موضوع بنایا رحمان موزنب نے سعادت حسن منٹو کی طرح معاشرے کے دھتکارے ہوئے بدنام طبقے کے مسائل کو موضوع بنایا ان کے افسانوں میں فنی پختگی موجود ہے جس کے باعث اردو افسانے میں افسانے کا وقار بلند ہوا ان کے افسانے فن قدیم اور جدید معیارات کو بہترین انداز میں پیش کرنا ہے۔"(1)

فکری لحاظ سے رحمان مذنب کی حقیقت نگاری میں ایک واضح تنقیدی پہلو موجود ہے۔ وہ صرف معاشرتی حالات کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ ان کے پیچھے موجود سماجی اور معاشی عوامل کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر باسی گلی میں طوائف کی زندگی

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

محض ایک فرد کا ذاتی المیہ نہیں رہتی بلکہ جاگیر دارانہ نظام، معاشی استحصال اور مردانہ غلبے کے خلاف ایک خاموش احتجاج کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔اس طرح ان کی حقیقت نگاری سماجی تنقید کا مؤثر وسیلہ بن جاتی ہے۔

رحمان مذنب کی حقیقت نگاری کا ایک نمایاں پہلو نفسیاتی سچائی بھی ہے۔ان کے کردار صرف سماجی طبقات کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ ایسے جیتے جاگتے انسان ہیں جن کے اندر خواہشات، محرومیاں، خوف، حسرتیں اور داخلی تضادات پائے جاتے ہیں۔گل بدن کے مرکزی کردار کی ذہنی کشمکش اس بات کی مثال ہے کہ مصنف نے خارجی حالات کے ساتھ ساتھ کردار کی باطنی کیفیت کو بھی اہمیت دی ہے۔اسی لیے ان کی حقیقت نگاری سماجی ہونے کے ساتھ ساتھ نفسیاتی پہلو بھی رکھتی ہے۔ صلاح الدین احمد لکھتے ہیں:

> "رحمان صاحب اپنی نگاہِ جویاں سے جو کچھ واقعتاً دیکھتے ہیں، اسے عین مین اسی طرح اپنے ناظرین تک پہنچا دیتے ہیں۔ تخلیق اور ابلاغ کے درمیان اتنی بات البتہ ان کے ملحوظِ نظر رہتی ہے کہ جب ان کے مشاہدے کی شمیم نگارِ اظہار تک پہنچے تو گرد و پیش کی فضائیں کیفِ بے نام سے معمور ہو جائے۔ خلوص اور حسنِ اظہار کا یہ امتزاج بہت کم فن کاروں کو نصیب ہوا ہے۔"(2)

رحمان مذنب کی حقیقت نگاری کا ایک اہم وصف اخلاقی غیر جانب داری بھی ہے۔ وہ اپنے کرداروں کے بارے میں براہِ راست اخلاقی حکم صادر نہیں کرتے بلکہ ان کے حالات، رویّوں اور زندگی کی مجبوریوں کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ قاری خود ان کے بارے میں رائے قائم کرے۔یہی طرزِ عمل جدید حقیقت نگاری کی اہم خصوصیات میں شمار ہوتا ہے۔طوائف کے کردار کو بھی وہ گناہ و ثواب کے محدود پیمانے سے نہیں دیکھتے بلکہ ایک انسان کی حیثیت سے اس کے دکھ، محرومیوں اور سماجی مجبوریوں کو سامنے لاتے ہیں۔

فکری اعتبار سے رحمان مذنب کی حقیقت نگاری کی بنیاد انسان دوستی پر قائم ہے۔ وہ معاشرتی برائیوں، طبقاتی استحصال اور صنفی ناانصافی کو نمایاں کرتے ہوئے انسانی وقار اور سماجی انصاف کی حمایت کرتے ہیں۔ان کے افسانوں میں حقیقت کا اظہار محض سنسنی پیدا کرنے یا تفریح فراہم کرنے کے لیے نہیں بلکہ قاری میں سماجی شعور اور احساس بیدار کرنے کے مقصد سے کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر آصف اقبال لکھتے ہیں:

> "طوائف کے حوالے سے "باسی گلی، پھول سائیں، بالی، گشتی، بالا خانہ، کوباں کی جنت، بلوری بلبل، خوشبو کا دھواں، سلطانہ، چڑھتا سورج، ڈھلتی چھاؤں اور خوشبودار عورتیں ان کے اہم افسانے ہیں۔اس کے

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

علاوہ انہوں نے "تِلّی جان" کے نام سے ہیجڑوں کی زندگی پر بھی افسانہ لکھا۔ تِلّی جان کو ان کا بہترین افسانہ قرار دیا جاتا ہے۔ نیز کوباں کی جنت، گشتی اور باسی گلی بھی ان کی اہم افسانے ہیں۔"(3)

رحمان مذنب کی حقیقت نگاری اردو افسانے کی اس مضبوط روایت سے جڑی ہوئی ہے جسے پریم چند، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی اور سعادت حسن منٹو جیسے افسانہ نگاروں نے آگے بڑھایا۔ تاہم رحمان مذنب کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے طوائفانہ ماحول، خانقاہی نظام اور عورت کی داخلی کیفیات کو حقیقت پسندانہ انداز میں موضوع بنایا اور یوں اردو افسانے کو ایک الگ فکری اور موضوعاتی وسعت دی۔ ان کی حقیقت نگاری محض زندگی کے ظاہری مناظر کی عکاسی نہیں بلکہ سماجی ساخت، انسانی نفسیات اور تہذیبی رویّوں کی گہری تفہیم کی نمائندگی کرتی ہے۔ ڈاکٹر رابعہ عرفان لکھتی ہے:

"رحمان مذنب نے اپنے افسانوں میں جنسیات کے موضوع اور طوائف کی زندگی کے عروج وزوال کو نہایت بے باکی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے افسانے اور ناول بازاری دنیا اور زوال پذیر معاشرے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ بازاری دنیا کے حوالے سے ان کی تخلیقات اپنے عہد کی تہذیبی اور سماجی تاریخ کو جزئیات کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ جنسیات کے موضوع پر قلم اٹھاتے ہوئے انھوں نے رمز و کنایہ سے زیادہ حقیقت نگاری کو ترجیح دی ہے اور جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا، اسے بلا کم و کاست بیان کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا فن زندگی کے حقائق سے قریب تر محسوس ہوتا ہے۔ انھوں نے جنسی موضوعات کو بیانیہ انداز میں بے باکی سے پیش کیا ہے تاہم یہ بے باکی محض لذتِ بیان پیدا نہیں کرتی بلکہ قاری کو معاشرتی، اخلاقی اور انسانی مسائل پر غور و فکر کی طرف آمادہ کرتی ہے۔"(4)

رحمان مذنب کے افسانوی ادب کا مطالعہ خصوصاً *خوشبودار عورتیں* اور ناول *گل بدن* کے حوالے سے کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کا فن صرف طوائفانہ زندگی کی عکاسی تک محدود نہیں بلکہ اس کے پس منظر میں موجود سماجی، نفسیاتی اور تہذیبی حقائق کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ ان کی تخلیقات میں طوائف ایک اہم سماجی کردار، عورت ایک مکمل انسانی وجود اور معاشرہ ایک استحصالی نظام کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

رحمان مذنب کے افسانوں کی ایک نمایاں خصوصیت طوائفانہ زندگی کا گہرا اور براہِ راست مشاہدہ ہے۔ *خوشبودار عورتیں* کے بیشتر افسانوں میں طوائف کو محض جنسی کشش یا تفریح کے وسیلے کے طور پر پیش نہیں کیا گیا بلکہ ایک ایسی عورت کے طور پر دکھایا گیا ہے جو معاشرتی دباؤ، معاشی مجبوری اور مردانہ استحصال کا شکار ہے۔ مصنف نے کوٹھے کی ظاہری چمک دمک کے پس منظر میں چھپی

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
*www. al-aasar.com*
***Vol. 2, No. 4 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہوئی تنہائی، محرومی اور بے بسی کو نمایاں کیا ہے۔ان کے ہاں طوائف کا کردار معاشرے کے دوہرے معیار کی علامت بن جاتا ہے؛ایک طرف معاشرہ اس سے لطف حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف اسے عزت اور قبولیت دینے سے انکار کرتا ہے۔

*گل بدن* میں بھی یہی فکری زاویہ نمایاں ہے۔ گل بدن کا کردار اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ طوائف کے پیشے سے وابستہ عورت بھی جذبات، خواہشات، خوابوں اور عزتِ نفس کی حامل ہوتی ہے۔ رحمان مذنب نے اس طبقے کو ہمدردی اور انسانی وقار کے ساتھ پیش کیا ہے، جو ان کے حقیقت پسندانہ اور انسان دوست طرزِ فکر کی عکاسی کرتا ہے۔

رحمان مذنب کے افسانوی ادب میں عورت محض ثانوی یا ضمنی کردار نہیں بلکہ بیانیے کا مرکزی حصہ ہے۔*گل بدن* کی مرکزی شخصیت عورت ہے اور ناول کے اہم واقعات اسی کے گرد تشکیل پاتے ہیں۔ مصنف عورت کو صرف حسن یا محبت کی علامت کے طور پر نہیں دیکھتے بلکہ اس کے سماجی وجود، نفسیاتی مسائل اور معاشرتی الجھنوں کو بھی موضوع بناتے ہیں۔

*خوشبودار عورتیں* کے افسانوں میں بھی عورت مختلف صورتوں میں سامنے آتی ہے۔ کہیں وہ استحصال کا شکار ہے، کہیں مزاحمت کی علامت بنتی ہے اور کہیں اپنی شناخت اور وجود کی تلاش میں دکھائی دیتی ہے۔یوں رحمان مذنب عورت کو ایک مکمل انسانی شخصیت کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کی اپنی خواہشات، محرومیاں اور زندگی کی جدوجہد موجود ہے۔

رحمان مذنب کے فن کا ایک اہم پہلو ان کی نفسیاتی بصیرت ہے۔ان کے کردار صرف ظاہری حرکات و سکنات تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کی باطنی کیفیات بھی قاری کے سامنے آتی ہیں۔*گل بدن* میں مرکزی کردار کی نفسیاتی کشمکش، محبت کی خواہش، احساسِ محرومی، سماجی عدم تحفظ اور بہتر زندگی کی آرزو کو نہایت باریک بینی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

اسی طرح *خوشبودار عورتیں* کے کردار بھی نفسیاتی پیچیدگیوں کے حامل ہیں۔ طوائف کے کرداروں میں عزت و ذلت، محبت و نفرت، امید و مایوسی اور خواہش و محرومی جیسی متضاد کیفیات بیک وقت موجود رہتی ہیں۔ مصنف ان کرداروں کی داخلی دنیا کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ قاری ان کے جذبات اور نفسیاتی کیفیت سے گہری وابستگی محسوس کرنے لگتا ہے۔ پی۔ سوری اپنی کتاب طوائف میں لکھتے ہیں:

> "اردو کے رومانی نثر نگاروں میں عورت اور حواسی لذتوں کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ تلاشِ حسن، مسرت کی جستجو، احساس کی ندرت اور رنگینی رومانی فنکاروں کے خاص موضوعات رہے ہیں۔ عورت کی شخصیت اور اس کی پراسرار کیفیات کی ترجمانی سے رومانوی ادیبوں کی تصانیف بھری پڑی ہیں۔"(5)

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رحمان مذنب کاافسانوی ادب گہرے سماجی شعور کی نمائندگی کرتا ہے۔ان کی تخلیقات میں معاشرتی ناہمواری، طبقاتی امتیاز، معاشی استحصال اور مردانہ بالادستی کے خلاف واضح ردِعمل نظر آتا ہے۔*گل بدن* میں عورت کی سماجی حیثیت اور اس سے وابستہ تعصبات کو نمایاں کیا گیا ہے، جبکہ *خوشبودار عورتیں* میں ایسے کردار سامنے آتے ہیں جو معاشرے کے حاشیے پر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

مصنف کا مقصد صرف ایک مخصوص طبقے کی زندگی کی عکاسی کرنا نہیں بلکہ ان سماجی قوتوں کو بھی بے نقاب کرنا ہے جو انسان کو محرومی، ذلت اور استحصال کی طرف لے جاتی ہیں۔ان کے افسانوں میں جاگیردارانہ رویّوں، طبقاتی تفاوت اور معاشرتی منافقت کے خلاف ایک فکری مزاحمت پائی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کا ادب محض تفریح کا ذریعہ نہیں رہتا بلکہ سماجی آگہی اور انسانی شعور کو بیدار کرنے کا وسیلہ بن جاتا ہے۔

*خوشبودار عورتیں* اور *گل بدن* کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رحمان مذنب نے طوائف اور عورت کے کردار کو محض ایک ادبی موضوع کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اسے انسانی وجود، سماجی استحصال اور نفسیاتی پیچیدگیوں کے تناظر میں دیکھا ہے۔ان کے ہاں حقیقت نگاری، عورت مرکزیت، نفسیاتی تجزیہ اور سماجی شعور مل کر ایک ایسا افسانوی جہان تشکیل دیتے ہیں جو اردو افسانے کی حقیقت پسند اور انسان دوست روایت کو مزید مضبوط کرتا ہے۔یہی خصوصیات رحمان مذنب کو ان افسانہ نگاروں میں شامل کرتی ہیں جنہوں نے معاشرے کے نظرانداز شدہ طبقات کو ادب میں اہم مقام دیا اور ان کی زندگی کے پوشیدہ پہلوؤں کو فنی اور فکری سطح پر نمایاں کیا۔اس تناظر میں معاشرتی تعلقات کی نوعیت اور ان سے پیدا ہونے والی نفسیاتی کیفیات کو بھی ایک اہم سماجی مسئلے کے طور پر سمجھا جانا چاہیے۔ صلاح الدین درویش کے بقول:

> "جنس اردو افسانے کا ایک اہم موضوع ہے اور اس موضوع کا زندگی کے ساتھ نہایت نازک تعلق بھی ہے۔اس حوالے سے ہم ایک مخصوص سماجی نظام میں رہتے ہوئے اپنی اصل کو دریافت کر سکتے ہیں اور یوں اس کے ذریعے معاشرتی تشخص کو سمجھنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔"(6)

رحمان مذنب کے افسانوی ادب کا ایک نمایاں فکری پہلو طبقاتی کشمکش کی پیش کش ہے۔ان کے افسانوں اور ناولوں میں معاشرہ ایک ایسے نظام کی صورت میں سامنے آتا ہے جہاں طاقت، دولت اور وسائل محدود طبقوں کے ہاتھ میں مرتکز ہیں، جبکہ

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

معاشرے کی ایک بڑی تعداد محرومی، استحصال اور بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ یہی طبقاتی ناہمواری ان کے افسانوی بیانیے میں ایک بنیادی عنصر کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

مارکسی تنقیدی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو رحمان مذنب کے کردار دو نمایاں طبقاتی گروہوں میں تقسیم نظر آتے ہیں۔ ایک جانب جاگیردار، سرمایہ دار، مذہبی پیشوا اور سماجی اختیار رکھنے والے افراد موجود ہیں، جبکہ دوسری جانب طوائفیں، مزدور، غریب عورتیں اور محروم طبقات سے تعلق رکھنے والے کردار سامنے آتے ہیں۔ مصنف نے ان دونوں طبقوں کے درمیان موجود معاشی اور سماجی خلیج کو نہایت حقیقت پسندانہ انداز میں نمایاں کیا ہے۔

> "رحمان مذنب نے اپنے افسانوں میں فرد کی جنسی الجھنوں کے ساتھ ساتھ معاشرتی پیچیدگیوں سے بھی صرف نظر نہیں کیا۔ رحمان مذنب نے اپنے افسانوں میں فرد کی جنسی الجھنوں کے ساتھ ساتھ معاشرتی پیچیدگیوں سے بھی صرف نظر نہیں کیا یوں ان کے افسانے فطرت نگاری کے حوالے سے بھی پرکھے جا سکتے ہیں۔ ایسے افسانوں میں گروہ کی بجائے فرد کا احساس نمایاں ہے اور ان میں یہ حقیقت اظہار پاتی ہے کہ فرد کا معاشرتی رتبہ کتنا ہی شفاف کیوں نہ ہو اپنی جبلی خواہشوں کو دوسرے سے چوری چھپے چھپاتا ہے اور معاشرے میں اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے ہمہ وقت اندرونی تصادم کا شکار رہتا ہے۔"(7)

گل بدن اور خوشبودار عورتیں میں طبقاتی کشمکش محض معاشی تفاوت تک محدود نہیں رہتی بلکہ انسانی وقار اور سماجی شناخت کے مسئلے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ طوائفوں اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کو معاشرے میں کم تر سمجھا جاتا ہے، جبکہ بااثر طبقہ بیشتر سماجی وسائل اور اختیارات پر قابض دکھائی دیتا ہے۔ اس صورتِ حال سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ معاشرتی ڈھانچہ مساوات کے بجائے استحصال اور طبقاتی برتری کی بنیاد پر قائم ہے۔

رحمان مذنب طبقاتی کشمکش کو صرف ایک نظریاتی تصور کے طور پر پیش نہیں کرتے بلکہ اسے انسانی زندگی کے عملی تجربے سے جوڑتے ہیں۔ ان کے کردار غربت، بے روزگاری، محرومی اور سماجی حقارت جیسے مسائل سے گزرتے ہیں اور یہی حالات ان کی شخصیت اور نفسیاتی کیفیت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس طرح طبقاتی کشمکش خارجی حالات کے ساتھ ساتھ ایک داخلی اور نفسیاتی مسئلہ بھی بن جاتی ہے۔ رحمان مذنب کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ طبقاتی تضادات کو جذباتی نعروں کے ذریعے نہیں بلکہ زندگی کے

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حقیقی حالات اور واقعات کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔ان کے افسانوی ادب میں استحصالی قوتوں کی موجودگی کے باوجود انسانی ہمدردی اور مزاحمت کا جذبہ باقی رہتا ہے، جو ان کی تخلیقات کو محض احتجاجی ادب کے بجائے انسان دوست ادب کا درجہ دیتا ہے۔

رحمان مذنب نے اپنے ناول *گل بدن* اور افسانوی مجموعے *خوشبودار عورتیں* میں جاگیرداری نظام کو ایک استحصالی سماجی ساخت کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ تخلیقات محض چند کرداروں کی کہانیاں نہیں بلکہ ایسے معاشرے کی نمائندگی کرتی ہیں جہاں زمین، دولت اور اختیار محدود افراد کے ہاتھوں میں مرتکز ہوتے ہیں اور عام انسان طاقت ور طبقے کے رحم و کرم پر زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جاگیرداری نظام کی بنیادی خصوصیت طاقت اور وسائل کا غیر منصفانہ ارتکاز ہے۔

رحمان مذنب کی تنقید کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ جاگیرداری نظام کو صرف معاشی مسئلہ نہیں سمجھتے بلکہ اسے اخلاقی اور انسانی بحران کے طور پر دیکھتے ہیں۔ یہ نظام انسان کی آزادی، خود مختاری اور عزتِ نفس کو متاثر کرتا ہے، جس کے نتیجے میں محکوم طبقہ احساسِ کمتری، بے بسی اور محرومی کا شکار ہو جاتا ہے۔ *گل بدن* میں عورت کی زندگی بھی جاگیردارانہ اثرات سے محفوظ نہیں رہتی۔ وہ ایک طرف معاشی محرومی کا سامنا کرتی ہے اور دوسری طرف مردانہ بالادستی کا شکار ہوتی ہے۔ یوں ناول جاگیرداری نظام اور صنفی استحصال کے باہمی تعلق کو بھی نمایاں کرتا ہے۔

فکری اعتبار سے *گل بدن* سماجی انصاف اور انسانی مساوات کے تصور کی حمایت کرتا ہے۔ مصنف براہِ راست نعرہ بازی کے بجائے کرداروں کے حالات اور تجربات کے ذریعے یہ واضح کرتے ہیں کہ طاقت اور اختیار کا غیر منصفانہ استعمال کس طرح انسانی زندگی کو متاثر اور تباہ کر سکتا ہے۔ یہی حقیقت پسندانہ اسلوب رحمان مذنب کی سماجی تنقید کو زیادہ مؤثر اور بامعنی بناتا ہے۔

> "رحمان مذنب کے افسانوں میں عورت، خاص کر طوائف کے روپ میں، جاگیرداریت کے معاشرتی اقدار کی ادھیڑ بُنوں کی پیداوار نظر آتی ہے کیونکہ انھوں نے جاگیردارانہ نظام کو براہِ راست نشانہ بنایا۔البتہ نتائج اور وجوہات کی بجائے وہ واقعات کے اتار چڑھاؤ سے حال کا پیش رو رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ان کے افسانوں میں عورت کی ذات کی پیشکش زیادہ تر طوائف کی صورت میں بالاخانوں کی رونقوں اور چنڈوخانوں کے شور شرابہ میں ہوئی۔"(8)

رحمان مذنب کے افسانوی ادب میں خانقاہی نظام کی عکاسی ایک نمایاں موضوع کی حیثیت رکھتی ہے۔انھوں نے ایسے مذہبی اداروں، پیروں، مجاوروں اور مذہبی شخصیات کو موضوع بنایا ہے جو روحانیت کے نام پر عوام کی عقیدت، سادگی اور بے بسی سے فائدہ

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اٹھاتے ہیں۔ان کا مقصد مذہب یا تصوف کی مخالفت نہیں بلکہ ان عناصر کو بے نقاب کرنا ہے جو مذہبی تقدس کو اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

مذنب کے ہاں مجاور، پیر زادے اور بعض نام نہاد مذہبی پیشوا سماجی اثر ورسوخ رکھنے والی قوتوں کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ وہ عوام کی نفسیاتی کمزوریوں، توہمات اور مذہبی وابستگیوں سے فائدہ اٹھا کر اپنی طاقت کو مضبوط کرتے ہیں۔اس طرح مذہب اپنی روحانی معنویت سے ہٹ کر بعض صورتوں میں سماجی استحصال کا وسیلہ بن جاتا ہے۔

مصنف نے اس استحصالی طرزِ عمل کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ دکھاتے ہیں کہ غریب اور محروم افراد اپنی پریشانیوں اور مسائل کے حل کے لیے خانقاہوں کا رخ کرتے ہیں، مگر بعض اوقات انھیں روحانی سکون کے بجائے مزید استحصال اور بے بسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس طرح خانقاہی نظام ایک سماجی ادارے کے طور پر تنقیدی نگاہ کا موضوع بنتا ہے۔رحمان مذنب کی یہ تنقید فکری بیداری اور روشن خیالی کی عکاس ہے۔ وہ قاری کو اس بات پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ مذہبی تقدس اور انسانی استحصال کے درمیان فرق کو سمجھا اور پہچانا جائے۔ ناول "باسی گلی" کا تجزیہ کرتے ہوئے رابعہ عرفان لکھتی ہیں:

> "ناول باسی گلی میں رحمان مذنب نے طوائفوں کی زندگی، دیہی کلچر، خانقاہی نظام، مجاوروں کے دغا و فریب اور عورت کی بے بسی کو موضوع بنایا ہے۔ باسی گلی کا موضوع انفرادیت کا حامل نہیں کیونکہ اردو ناول نگاری کی روایت میں طوائف کے موضوع پر بے شمار ناول لکھے گئے ہیں۔اس ناول کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں طوائف کی کہانی کے ساتھ ساتھ جاگیر داری نظام اور خانقاہی نظام کی حقیقت کو خالص افسانوی زبان میں پیش کیا گیا ہے۔"(9)

رحمان مذنب کی تخلیقات میں پنجاب، بالخصوص لاہور کی تہذیبی اور ثقافتی زندگی نہایت نمایاں انداز میں سامنے آتی ہے۔ان کے افسانوں میں مقامی زبان، رسم ورواج، طرزِ زندگی، بازاروں، گلی کوچوں اور عوامی رویّوں کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے۔ وہ اپنے ماحول کو محض واقعات کے پس منظر کے طور پر پیش نہیں کرتے بلکہ اسے کرداروں کی زندگی اور تجربات سے وابستہ کر دیتے ہیں۔ان کی تحریروں میں لاہور کی شہری تہذیب اور پنجاب کی ثقافتی روایات ایک زندہ اور متحرک حقیقت کے طور پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔یہی مقامی رنگ ان کے افسانوی ادب کو حقیقت کے قریب لاتا اور فنی طور پر زیادہ مؤثر بناتا ہے۔

رحمان مذنب ماحول نگاری کے فن پر بھی مضبوط گرفت رکھتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں گلیوں، بازاروں، کوٹھوں، درباروں اور خانقاہوں کی جیتی جاگتی تصویریں ملتی ہیں۔ وہ مختصر الفاظ میں ایسا منظر تشکیل دیتے ہیں کہ پورا ماحول قاری کے سامنے واضح ہو جاتا ہے۔ ان کی منظر نگاری صرف خارجی تفصیلات تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس ماحول میں رہنے والے افراد کی ذہنی اور نفسیاتی کیفیات کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قاری افسانے کی فضا سے گہری وابستگی محسوس کرنے لگتا ہے۔ لاہور کی مختلف آبادیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں:

> "یاد رہے کہ رحمان مذنب نے کے لڑکپن اور جوانی تک لاہور کی مختلف آبادیوں میں ٹکیایاں، کھانگیاں اور ڈیرے دانیاں آباد تھیں۔ بالخصوص انارکلی، دھوبی منڈی، لوہاری گیٹ، لنڈا بازار، دلی دروازہ، کوچہ شہباز خان، شالامار روڈ، موتی بازار اور قلعہ روڈ پر چکلے آباد تھے۔"(10)

رحمان مذنب کے کردار براہِ راست زندگی سے لیے گئے محسوس ہوتے ہیں۔ ان کے کردار انسانی کمزوریوں، خواہشات، محرومیوں اور نفسیاتی الجھنوں کے حامل ہیں۔ وہ کرداروں کو یک رخی صورت میں پیش کرنے کے بجائے ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے کردار حقیقی انسانوں کی طرح متحرک اور جیتے جاگتے محسوس ہوتے ہیں۔ ان کی کردار نگاری کو اردو افسانے کی ایک اہم فنی خوبی قرار دیا جا سکتا ہے۔

ناول *گل بدن* کو اردو کے کامیاب کرداری ناولوں میں شمار کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی پوری کہانی مرکزی کردار کے گرد تشکیل پاتی ہے۔ مصنف نے گل بدن کی شخصیت کے نفسیاتی، سماجی اور جذباتی پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے۔ اس کی داخلی کشمکش اور زندگی کے حالات ناول کے بنیادی محور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یوں گل بدن محض واقعات میں شریک کردار نہیں رہتی بلکہ پورے ناول کی روح بن جاتی ہے۔ یہی خصوصیت اس ناول کو ایک کامیاب کرداری ناول بناتی ہے۔

رحمان مذنب عورت کے جذبات اور نفسیاتی کیفیات کو سمجھنے کی گہری صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں عورت کی خواہشات، محرومیاں، خوف، محبت اور احساسِ تنہائی کو باریک بینی سے پیش کیا گیا ہے۔ وہ عورت کو محض حسن یا جنس کی علامت کے طور پر نہیں دیکھتے بلکہ ایک مکمل انسانی وجود کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں عورت کی باطنی دنیا کی گہرائی نمایاں ہوتی ہے، اسی لیے ان کے نسائی کردار حقیقت سے قریب محسوس ہوتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رحمان مذنب کے مکالمے فطری، رواں اور کرداروں کی شخصیت سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ ہر کردار اپنی سماجی حیثیت، تعلیمی پس منظر اور ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔ مکالموں کے ذریعے نہ صرف کرداروں کی نفسیات بلکہ ان کے باہمی تعلقات بھی واضح ہوتے ہیں۔ ان کی گفتگو میں بناوٹ یا غیر فطری پن محسوس نہیں ہوتا۔ یہی خوبی ان کے افسانوں کو زندگی کے مزید قریب لے آتی ہے۔

رحمان مذنب افسانے کے آغاز ہی سے ایسی فضا قائم کر دیتے ہیں جو قاری کی توجہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔ واقعات، کردار اور ماحول مل کر ایک مؤثر افسانوی دنیا تشکیل دیتے ہیں اور قاری رفتہ رفتہ اس فضا میں شامل ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان کی فضا سازی میں تجسس، حقیقت نگاری اور جذباتی اثر آفرینی کا خوب صورت امتزاج پایا جاتا ہے۔ یہی وصف ان کے افسانوں کی دلکشی کو بڑھاتا ہے۔

رحمان مذنب کی زبان سادہ، رواں اور عام فہم ہے۔ وہ مشکل الفاظ اور غیر ضروری لسانی پیچیدگیوں سے گریز کرتے ہیں۔ ان کا اسلوب براہِ راست قاری تک اپنا مفہوم پہنچاتا ہے اور ابلاغ میں کسی دشواری کا احساس نہیں ہوتا۔ زبان کی سادگی کے باوجود ان کی نثر ادبی حسن اور تاثیر سے خالی نہیں۔ یہی سادہ اور مؤثر اسلوب ان کے افسانوں کو وسیع حلقۂ قارئین تک پہنچانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ رابعہ عرفان لکھتی ہیں:

> "جس عہد میں رحمان مذنب نے اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا وہ بلاشبہ فکری و فنی اعتبار سے اردو افسانوی ادب کا عہدِ زرّیں تھا۔ نامور اور بلند پایہ صاحبِ طرز افسانہ نگاروں اور ناول نگاروں کی دھاک عوام کے دل و دماغ پر جمی ہوئی تھی۔ اس طرح یہ دور نئے لکھنے والوں کے لیے ایک چیلنج تھا۔ اس دور میں رحمان مذنب نے اپنے منفرد لب و لہجے اور اسلوب کی بنا پر اپنی الگ پہچان بنائی۔ انھوں نے اپنی تخلیقی صلاحیت اور فکری و فنی بصیرت سے اپنا ادبی مزاج، لہجہ اور اسلوب خود تراشا اور اپنی منفرد پہچان بنائی۔"(11)

رحمان مذنب نے طوائف، جنس اور انسانی خواہشات جیسے حساس موضوعات کو نہایت شائستہ اور مہذب زبان میں پیش کیا ہے۔ وہ حقیقت نگاری کے باوجود فحاشی اور ابتذال سے گریز کرتے ہیں اور انسانی وقار کو مقدم رکھتے ہیں۔ یہی ادبی سنجیدگی ان کے فن کو محض سنسنی خیزی سے الگ کرتی ہے۔

اگرچہ وہ بنیادی طور پر حقیقت نگار افسانہ نگار ہیں، تاہم بعض مقامات پر علامت اور استعارے سے بھی کام لیتے ہیں۔ ان کے ہاں کوٹھا، گلی اور خانقاہ محض مقامات نہیں بلکہ مخصوص سماجی رویّوں اور استحصالی نظاموں کی علامت بن جاتے ہیں۔ اس علامتی انداز سے ان کے افسانوں میں معنوی گہرائی پیدا ہوتی ہے۔

رحمان مذنب واقعات کو صرف بیان نہیں کرتے بلکہ ان کے اسباب، نتائج اور سماجی پس منظر کا بھی تجزیہ کرتے ہیں۔ ان کے ناولوں اور افسانوں میں واقعات منطقی ترتیب کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں اور پلاٹ غیر ضروری پیچیدگی سے محفوظ رہتا ہے۔ کردار، مکالمہ، منظر نگاری اور فضا سازی ایک دوسرے کے ساتھ مربوط رہتے ہیں، جس سے ان کے فن میں نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے۔

ان کی تخلیقات میں حقیقت اور فن کا متوازن امتزاج ملتا ہے۔ وہ معاشرتی برائیوں، طبقاتی ناہمواری، استحصال، منافقت اور ناانصافی کو نمایاں کرتے ہوئے قاری میں سماجی شعور پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کا ادب تفریح کے ساتھ اصلاحی اور تعمیری پہلو بھی رکھتا ہے۔

رحمان مذنب اور سعادت حسن منٹو کے موضوعات میں بعض مماثلتیں موجود ہیں، کیونکہ دونوں نے معاشرے کے نظرانداز طبقات کو موضوع بنایا، تاہم مذنب کا انداز نسبتاً نرم اور ہمدردانہ ہے۔ ان کے ہاں محبت بھی محض جذباتی کیفیت نہیں بلکہ سماجی حالات سے جڑا ہوا انسانی تجربہ ہے۔ خوشی، غم، محبت، حسرت اور محرومی جیسے جذبات فطری انداز میں سامنے آتے ہیں، جس سے کردار زیادہ حقیقی محسوس ہوتے ہیں۔

بعض مقامات پر وہ داخلی مکالمے کے ذریعے کرداروں کی ذہنی اور نفسیاتی کیفیات کو نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے کردار جامد نہیں بلکہ حالات اور تجربات کے ساتھ بدلتے اور ارتقا پاتے ہیں۔ خاص طور پر نسائی کردار سماجی تعصبات، محرومی، عزتِ نفس اور اپنی شناخت کی تلاش جیسے مسائل سے دوچار دکھائی دیتے ہیں۔

رحمان مذنب کے افسانے اپنے عہد کی تہذیبی اور سماجی زندگی کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان میں رسوم و رواج، معاشرتی اقدار، طوائفانہ ماحول، طبقاتی تفاوت اور ثقافتی رویّوں کی جھلک محفوظ ہے۔ اسی بنا پر ان کا ادب تخلیقی اہمیت کے ساتھ سماجی تاریخ کی دستاویزی قدر بھی رکھتا ہے۔

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رحمان مذنب کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے طوائفانہ زندگی، خانقاہی نظام، نسائی نفسیات اور سماجی استحصال کو ایک جامع فکری تناظر میں پیش کیا۔ان کے نزدیک جنسی موضوعات کا مقصد محض جسمانی یا جذباتی لذت پیدا کرنا نہیں بلکہ انسانی نفسیات اور معاشرتی رویّوں کو سمجھنا ہے۔ وہ فنکار کو معاشرے کا حساس ترجمان تصور کرتے ہیں جو اپنے مشاہدے، ہمدردی اور فنی بصیرت کے ذریعے انسانی شعور اور سماجی آگہی میں اضافہ کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فنکار معاشرے کی ذہنی بالیدگی، شعور کی بیداری اور ارتقا کے لیے کام کرتا ہے۔ وہ ایک بے مثال ہادی اور رہنما ہوتا ہے۔ معاشرے سے جو کچھ لیتا اور سمیٹتا ہے اسے بطور قرض قبول کرتا ہے اور بمعہ سود لوٹاتا ہے۔استحصال کے خلاف آواز اٹھاتا ہے، یہی فن کا تقاضا ہے۔"(12)

رحمان مذنب کا افسانوی ادب حقیقت نگاری، سماجی شعور، نسائی نفسیات اور انسان دوستی کا مؤثر امتزاج پیش کرتا ہے۔انھوں نے طوائفانہ زندگی، طبقاتی ناہمواری، جاگیردارانہ و خانقاہی نظام اور معاشرتی استحصال کو محض موضوع نہیں بنایا بلکہ ان کے پس منظر میں موجود انسانی دکھ، محرومی اور نفسیاتی پیچیدگیوں کو بھی نمایاں کیا۔ان کا سادہ اسلوب، فطری کردار نگاری اور حقیقت پسندانہ طرزِ اظہار ان کے فن کو اثر انگیز بناتا ہے۔یہی خصوصیات رحمان مذنب کو اردو افسانے کی حقیقت پسند اور انسان دوست روایت میں ایک منفرد مقام عطا کرتی ہیں۔

AL-AASAR Journal
Vol. 2, No. 4 (2025)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

## حوالہ جات


1۔ رابعہ عرفان، رحمان مذنب۔احوال وآثار، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۲

2۔ صلاح الدین احمد، تبرک، مشمولہ ادبی دنیا، لاہور، خاس نمبر ۹، سال پنجم، شمارہ نہم

3۔ آصف اقبال، ڈاکٹر، اردو ناول اور افسانے میں طوائف کا کردار، ماہنامہ فانوس، شمارہ نمبر ۱۲،۱۱،۱۰ دسمبر، ۲۰۱۲ء ص ۱۹۰،۱۸۹

4۔ رابعہ عرفان، رحمان مذنب۔احوال وآثار، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۷۰

5۔ وی پی سوری، ڈاکٹر، طواف، سٹی پوائنٹ، ۲۰۰۹ء، ص ۳۰۰،۲۹۹

6۔ صلاح الدین درویش، اردو افسانے کے جنسی رجحانات، نگارشات، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱

7۔ رابعہ عرفان، رحمان مذنب۔احوال وآثار، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۷۰

8۔ نازیہ یونس، پاکستانی افسانوں میں خواتین کے مسائل، نمل، اسلام آباد، ۲۰۱۵ء، ص ۱۸۸

9۔ رابعہ عرفان، رحمان مذنب۔احوال وآثار، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۲۰۴

10۔ رحمان مذنب، خوشبودار عورتیں، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۱۸

11۔ رابعہ عرفان، رحمان مذنب۔احوال وآثار، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۲۰۲

12۔ رحمان مذنب، قلم کتاب اور زندگی، (مضمون) مشمولہ "تجھے ہم ولی سمجھتے" مرتب انور سدید، ڈاکٹر، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ،، س۔ن، ص ۷۰